P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۱	یکم فروری سنہ ۱۹۵۲ء	ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار	۴ جمادی الاول ۱۳۷۱ ہجری	نمبر ۳

کچھ اپنی باتیں

دہلی کا ایک اجتماع

گذشتہ ماہ دہلی کی شاخ کے سالانہ جلسے کی صدارت کرتے ہوئے قاضی محمد عبدالغفار صاحب جنرل سکریٹری نے جو تقریر کی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

کئی سال تک دلی مرکزی انجمن کے کاموں کا مرکز رہی ہے۔ لیکن حالات نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم صدر دفتر کو علی گڈھ لے جائیں۔ ورنہ یہہ تو ظاہر ہے کہ دلی سے بہتر مرکزی مقام کوئی دوسرا نہ تھا۔ دلی کی مرکزیت جو چند سال پہلے تک اردو زبان کا گہوارہ تھی اب صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے کہ ہماری ایک شاخ بمشکل یہاں تھوڑا بہت کام کر سکی ہے۔ اور یہہ بھی ممکن نہ ہوتا اگر حضرت کیفی جیسے اردو کے سرپرست یہاں موجود نہ ہوتے اور محترمہ حمیدہ سلطان کی مخلصانہ محنت اور اردو زبان سے محبت انجمن کا نام دلی میں قایم نہ رکھتی۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت ملک کے حالات ہماری زبان کے لئے کتنے ناسازگار اور کسقدر ہمت شکن ہیں۔ اس لئے اور بھی زیادہ ہم علامہ کیفی اور محترمہ حمیدہ سلطان کے ممنون منت ہیں کہ تعصب اور تنگ دلی اور کم نظری کی مخالف آندھیوں میں بھی وہ اپنا ذرا سا دیا جلائے بیٹھے ہیں۔ میرا یہہ عقیدہ ہے کہ پھر زمانہ بہتر آئیگا اور پھر ہمیں زندگی کا وسیع میدان ملیگا جہاں ہم اردو زبان کے جھنڈے بلند کر سکیں گے۔ ہمارا ایمان اور عزم بہت سی ناکامیوں اور مایوسیوں کا حریف ہوسکتا ہے اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی میرے دل میں یہہ خیال نہیں آتا کہ اس ملک میں اردو زبان نابود ہوجائیگی یا آئے پھر

ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کا موقعہ نہ ملیگا۔ آردو کی فطرت اور اسکا پیدائشی مزاج ہی آسکی پائیداری کی ضمانت ہے۔

میں لکھنو سے علاقائی کنونشن کی شرکت کے بعد سیدھا دلی آیا ہون۔ شاید آپ صاحبان مجھہ سے کچھہ سننا چاہیں گے کہ لکھنو میں اس اجتماع کا مقصد کیا تھا اور ہم نے کیا فیصلے کئے۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہو گا ھندستان کے تمام صوبون میں اترپردیش ہی کو یہہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ وہان آردو زبان کو ختم کر دینے کے تمام ممکنہ اسباب پیدا کردے گئے ہیں۔ یہہ ایک لمبی داستان ہے جو میں نے لکھنو کے کنونشن میں بیان کی۔ کنونشن میں جو تقریرین ہوئیں وہ سب **هماری زبان** میں شائع ہو گئی ہیں آس لمبی داستان کا خلاصہ یہہ ہے کہ جس رفتار اور قوت سے حکومت نے یا حکومت کے بعض وزیرون اور انکے ماتحت افسرون نے ابتدائی مدارس میں آردو کی تعلیم کے دروازے بند کرنے شروع کئے ہیں اور جس طرح سرکاری کاروبار سے آردو بارہ پتھر باہر کی جارہی ہے اسکی وجہ سے صوبہ کے لوگ بہت ہی افسردہ اور بد دل ہو رہے تھے۔ انگریزی کی ایک مثل ہے کہ آخری تنکا اونٹ کی کمر توڑ دیتا ہے وہ آخری تنکا جس نے ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا اترپردیش کی اسمبلی میں بعض وزرا کی تقریرین تھیں جن سے یہہ حقیقت بے نقاب ہو گئی کہ اس ریاست کی حکومت آردو زبان کو یہہ سمجھتی ہے کہ وہ کوئی زبان ہی نہیں اور آسکی رائے میں صوبہ کی علاقائی زبان اگر کوئی ہے تو وہ صرف ایک ہی زبان ہے۔ آردو کو دفن کر دینے کا یہہ حکم ہم نے آن وزیروں کی زبان سے بھی سنا جنکی مادری زبان نسلاً بعد نسلاً آردو ہی رہی ہے۔ آج وہ فرماتے ہیں کہ اس نام کی تو کوئی زبان ہی اس صوبہ میں نہیں۔ یہہ آخری ضرب تھی جس نے بہت سے سوتے ہوئے اور کم ہمت لوگون کو بھی جگا دیا اور تمام صوبے سے مرکزی انجمن پر تقاضے ہونے لگے کہ کچھہ کیجئیے۔ ہم نے بہت غور و فکر کے بعد یہہ فیصلہ کیا کہ اب ہم آردو کے حقوق کو محفوظ کرنے کے لئے ایک دستوری محاذ قایم کرین۔ ہم نے اس مسئلہ کے ہر قانونی اور دستوری پہلو پر غور کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دستور کی دفعہ ۳۴۷ کے ذریعہ سے ہم صدر جمہوریہ سے یہہ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ آردو کو اترپردیش میں علاقائی زبان تسلیم کیا جائے۔ اس مطالبہ کو ایک محضر کے ذریعہ سے جس پر ہمارا خیال ہے کہ کم سے کم ۲۰ لاکھہ دستخط ہون پیش کیا جائیگا اور دستخطون کی سند کو بنیاد بنا کر صدر جمہوریہ کو یہہ بتایا جائیگا کہ دفعہ ۳۴۷ کی شرط کو پورا کرنے کے لئے ہمارے صوبہ میں آردو بولنے والون کی تعداد "قابل لحاظ" ہے۔ اگر ہمارا یہہ مطالبہ تسلیم کیا گیا۔ اور دستور کی پوری تعمیل اگر کی گئی تو آس صورت میں آردو زبان کو اترپردیش کے آن علاقون میں جہان آردو بولنے والون کی تعداد کافی ہے وہی حقوق حاصل ہو جائینگے جو سرکاری زبان کو حاصل ہیں۔

میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہون کہ آردو کا مسئلہ ھندی آردو کی رقابت کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سرکاری زبان کو دل سے قبول کرتے ہیں اور یہہ چاہتے ہیں کہ آردو بولنے والے بھی ھندی سے محبت کرین اور آس زبان میں قابلیت حاصل کرنا اپنے لئے قابل فخر سمجھیں۔ اسی طرح یہہ مسئلہ نہ تو سیاسی ہے اور نہ فرقہ پرستی کے ادنے جذبہ پر مبنی ہے ہمارا دعوے یہہ ہے اور اس دعوے کی دلیلیں بہت مضبوط ہیں کہ آردو زبان ہمارے ملک کے مشترکہ کلچر اور تہذیب کا ایک تاریخی نشان ہے۔ ملک کی دو بڑی تہذیبون نے ——— یعنی ھندوون کی تہذیب

اور مسلمانوں کی تہذیب ۔ جب میل جول پیدا ہوا ۔ اور شخصی اور اجتماعی زندگی میں دونوں یکساں شریک ہوئے تو انکی اس شرکت ہی سے اردو زبان نے جنم لیا اور وہ پھلی پھولی ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اردو پر حملہ کرنا اس ملک کے مشترکہ کلچر کے انمول خزانوں پر حملہ کرنا ہے ۔ ایسے عقلمند ہمارے ہی بدنصیب ملک میں پیدا ہوتے ہیں جو اپنے گھر کی دولت کو برباد کرنے پر تل جاتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ اردو نے ایک مشترکہ تمدن میں تہذیب اور کلچر کے کیسے کیسے نایاب خزانے جمع کردئے ہیں ۔ وسیع النظر قومیں اپنے ایسے خزانوں کی حفاظت کیا کرتی ہیں ۔ لیکن ہم اپنی نئی آزادی کی کچھہ ایسی بدہضمی میں مبتلا ہیں کہ اپنے دماغی انتشار کی وجہ سے ہم اچھے اور برے میں تمیز نہیں کرسکتے اور ادنے جذبات کا ایک نشہ ہے جس نے ہمارے حواس میں خلل پیدا کردیا ہے ۔ آن لوگوں سے تو میں کچھہ نہیں کہتا جو خالص ہندو سنسکرتی مانگتے ہیں اور اس ملک کو صرف ایک ہی قوم کا ملک بنانا چاہتے ہیں ۔ لیکن وطن پرست کانگریس کے لیڈروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی اس گندے پانی کی رو میں بہے چلے جارہے ہیں ۔ لیکن بدہضمی کی یہہ کیفیت ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی ۔ اترپردیش کے بڑے وزیر نے اسمبلی کے مباحثہ میں تقریر کرتے ہوئے ایک بات تو ضرور ایسی کہی جو سچی ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اردو والے کیوں گھبراتے ہیں؟ زبان تو وہی باقی رہیگی جس میں زندہ رہنے کی طاقت ہوگی معلوم نہیں انکا مطلب کیا تھا ۔ شاید یہہ ہو کہ یہہ طاقت ہندی میں ہے اور اردو میں نہیں ہے ۔ لیکن اس کلیہ کی سچائی کو تسلیم کرکے ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی زبان کی بقا کا معیار یہی ہے ۔ اور بلاشبہ ہے ۔ تو اردو زبان میں ایسی طاقت موجود ہے جو اوسکے بقا کی ضامن ہوگی ۔

البتہ ہمیں افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اردو کی ترقی کو ہندی کی ترقی میں حائل سمجھا جاتا ہے ۔ حالانکہ اردو ہمیشہ ہی ہندی کے پہلو بہ پہلو پھلی پھولی ہے اور ہندی درحقیقت اردو ہی کا ایک دوسرا روپ ہے اگر اس روپ کو بدلا نہ جائے تو اردو اور ہندی میں کوئی ٹکراؤ ہو ہی نہیں سکتا ۔ لیکن ہمارے ملک کی بدنصیبی ہے کہ جو حملے اردو پر ہورہے ہیں وہ اس خوف پر مبنی ہیں کہ اگر اردو ترقی کریگی تو ہندی کا چراغ نہ جل سکیگا ۔ ایسے تمام چراغ سرکاری اوٹ یا پروپیگنڈے سے روشن نہیں ہوا کرتے وہ دلوں کے میل ملاپ سے روشن ہوتے ہیں اور نتیجہ اسکا ہے کہ اسی میل ملاپ کی کمی ہے ۔ بہرحال علاقائی زبان کی تحریک کے محاذ پر ہم اپنے وطن کی مشترکہ تہذیب کی حفاظت کرنے کے لئے آئے ہیں اور جو کچھہ ہم اردو زبان کے متعلق چاہتے ہیں وہی ہم ہندستان کی تمام علاقائی زبانوں کے لئے چاہتے ہیں یعنی سب کو ترقی کرنے کا موقعہ ملے انمیں سے کوئی نہ دبائی جائے ہر ایک اپنے اندر علم و تہذیب کے گرانمایہ خزانے رکھتی ہے جو ہمارے ملک کی میراث ہیں ۔ درحقیقت انجمن ترقی اردو تو اب یہہ کوشش کررہی ہے کہ ملک کی مختلف زبانیں ایک دوسرے سے قریب آئیں تاکہ ان سب کا سرمایہ یکجا ہو کر ہمارے ملک میں مشترکہ کلچر کی مشعل کو زیادہ روشن کردے ۔ اسی لئے انجمن نے اردو ادب کو علاقائی زبانوں اور ہندی کے رسم الخط اور علاقائی زبانوں کے ادب کو اردو رسم الخط میں بھی منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے بیگانگت کی جو دیوار مختلف زبانوں کے درمیان کھڑی ہے اسکا توڑنا ضروری ہے ۔

جہاں تک مرکزی انجمن اور اسکی شاخوں

کے تعمیری کاموں کا تعلق ہے میں بار بار کہتا رہا ہوں کہ بنیادی کام یہ ہے کہ ہم اردو بولنے اور پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ کرتے رہیں اور ہر ممکنہ طریقے سے اردو زبان کو عوامی زبان بنائیں مکتب، مدرسے، شبینہ مدارس، دارلمطالعے، کتب خانے، یہ سب اس بنیادی مقصد کے حصول کے طریقے ہیں غلامی کے دور میں انگریز سرکار نے ہمیں اس بات کا عادی بنایا تھا کہ جو کچھ مانگو سرکار سے مانگو۔ اسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ۔ اس عادت کو ابھی تک ہم ترک نہیں کرسکے۔ اردو کی حفاظت اور ترقی کے لئے ہمارا دست سوال آج بھی حکومت کی طرف بڑھتا ہے۔ یہ ہمارے عقیدہ اور اردو کی کمزوری ہے۔ بیشک حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک کے تعمیری اور تہذیبی کاموں میں مدد دے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے تو ہمارے اندر اتنی ہمت ہونی چاہئے کہ ہم کہیں کہ بہتر ہے اگر حکومت ہماری قومی ضرورتوں پر توجہ نہیں کرسکتی تو ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونگے اور جو کچھ ہم سے ہوسکتا ہے کرینگے۔ اگر اردو کی تعلیم کا انتظام سرکاری مدارس میں نہیں ہوتا تو ہم اپنے مدرسے خود قایم کرینگے۔ بڑی بڑی عمارتیں ہمارے پاس نہ ہونگی تو ہم جھونپڑوں میں بیٹھ کر پڑھا کرینگے بجلی کی روشنی ہمیں میسر نہ آئیگی تو ہم تیل کے دیے جلا لینگے۔ اگر یہ ولولہ، یہ جوش اور یہ جذبہ ہمارے اندر نہ ہوگا تو ہماری مشکلات کم نہ ہونگی اور نہ حکومت کے دروازے پر ہماری فریاد سنی جائیگی۔

جہاں تک دہلی کی شاخ کا تعلق ہے ابھی تک ٹھوس اور تعمیری کام کا کوئی نقشہ نہیں بن سکا ہے۔ دہلی میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرانے کا سوال بھی ابھی غور و فکر کا محتاج ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ دہلی کے بعض علاقوں میں اردو زبان یقیناً علاقائی زبان ہے۔ گو کہ اردو بولنے والی آبادی کا ایک بڑا حصہ ترک وطن کر چکا ہے، لیکن باہر سے جو پنجابی اور سکھ بھائی یہاں آکر آباد ہوئے ہیں انکی ایک بڑی تعداد اردو زبان کی حامی ہے مجھے معلوم ہے کہ سکھ بھائیوں میں اردو کی حمایت کا جذبہ بہت قوی ہے۔ یہ واقعہ میں مثلاً عرض کرتا ہوں مجھے اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ مشرقی پنجاب میں اب اردو کا نام لینے والا کوئی باقی ہوگا۔ لیکن مجھے خوشگوار حیرت ہوئی جب امرتسر سے ایک سکھ بھائی کا خط آیا کہ انہوں نے امرتسر میں انجمن کی ایک شاخ قایم کر دی ہے غالباً اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے کہ مشرقی پنجاب میں اردو ختم ہو جائے۔ پنجابی اور سکھ دوستوں کی اس اردو دوستی سے ہمیں تقویت حاصل کرنی چاہئے اور دہلی کی شاخ سے تو میں خاص طور پر کہونگا کہ وہ پاکستان سے آئے ہوئے بھائیوں سے اپنے تعلقات وسیع کرے۔

حضرات۔ میں نے آپکا بہت وقت لیا لیکن آپکے سالانہ جلسے میں مجھے مرکزی انجمن کے نمائندے کی حیثیت سے چند ضروری باتیں عرض کرنی تھیں۔ اپنے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لیجئے اور باوجود مشکلات کے احساس شکست کو پاس نہ آنے دیجئے۔ اس سیاسی اور فرقہ واری اندھیاؤ میں وطن پرستی کی مضبوط چٹان پر اپنے قدم جمائے رکھئے۔ آندھی کا اندھیرا کم ہوتا جارہا ہے اور تاریکی میں امید کی کرنیں نظر آرہی ہیں جس دل میں مایوسی نے گھر کر لیا ہو اسکا دھڑکنا بیکار ہے، اسکی حرکت بند ہی ہوجائے تو بہتر ہے۔ لیکن جہاں ارادے کی قوت باقی ہے وہاں مخالف حالات کے باوجود شکست اور مایوسی کا گذر نہیں ہوتا۔ ایک حوصلہ مند انسان کو اپنی دنیا کی تمام مشکلات اور مصیبتوں کو دیکھ کر بھی شاعر کی زبان سے کہتے جاتا ہے کہ:-

باوجود اسکے ارادوں کا تقاضا ہے ابھی
لڑکھڑاتی ہوئی دنیا کو سنبھلنا ہے ضرور
تیز طوفان فضاؤں میں چلتے ہی رہیں
میری بجھتی ہوئی قندیل کو جلنا ہے ضرور!

لکھنو کے جلسے کی قرارداد

لکھنو کے جلسے نے جو قرارداد منظور کی ہے اُسکی پوری عبارت حسب ذیل ہے:-

تجویز نمبر ۱

انجمن ترقی اُردو (ہند) کی اترپردیش کی شاخوں کے نمائندوں اور ممتاز ادیبوں، شاعروں اور ادبی کارکنوں کا یہ کنونشن اعلان کرتا ہے کہ اُردو اس ریاست کی ایک اہم زبان ہے یہ یہیں پیدا ہوئی اور پلی پھولی۔ اس صوبہ کی آبادی کا ایک معتد بہ حصہ، اسے اپنی مادری زبان سمجھتا ہے اور بہت بڑی تعداد اسے بولتی اور لکھتی ہے۔ یہاں سے اُردو اخبارات، رسایل اور کتابیں بڑی تعداد میں چھپتی اور شائع ہوتی ہیں۔ مشترک تہذیب کی یہ یادگار قومی شعور کے بیدار کرنے اور ہندوستان میں آزادی کا جذبہ عام کرنے میں، ملک کی کسی دوسری زبان سے پیچھے نہیں ہے۔ خصوصاً اس صوبے کی تہذیب، معاشرت، بول چال اور مزاج پر اس زبان کے گہرے اور غیر فانی نقوش ثبت ہیں اور اس کی نشو ونما میں ہندوؤں مسلمانوں، سکھوں اور عیسائیوں، سب نے حصہ لیا ہے۔ نیز یہاں کے تعلیمی اداروں میں اونچے درجوں تک اُردو ایک خود مختار مضمون کی حیثیت سے پڑھائی جاتی رہی ہے۔ یہاں کے دفاتر اور عدالتوں میں اسکا رواج رہا ہے۔ یہاں کی حکومت نے بھی ہندستانی اکیڈمی اور دوسرے ذرایع سے اُردو کی ترقی میں وقتاً فوقتاً مدد دی ہے اور ہندوستان کے دستور میں بھی اسے ملک کی چودہ اہم زبانوں میں سے تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ زبان ہر طرح اس کی اہل ہے کہ اسے بھی ہندی کے ساتھ صوبے میں سرکاری حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔

یہ جلسہ محسوس کرتا ہے کہ گذشتہ پانچ سال میں ملک میں جو فضا پیدا ہوئی ہے اُس کا اثر یہاں کی حکومت پر بھی پڑا ہے اور اُس کی وجہ سے اُردو زبان کی مفادات کو طرح طرح سے پامال کیا جارہا ہے۔ خصوصاً ابتدائی تعلیم، دفاتر اور عدالتوں میں اس کا استعمال تقریباً مفقود ہے اور اُردو بولنے اور لکھنے والوں کو روز مرہ زندگی میں ہر قسم کی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب سے بڑا اندیشہ یہہ ہے کہ مادری زبان میں تعلیم کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے نئی نسلوں کی شخصیت کی نشو ونما پر جو ناخوشگوار اثر پڑے گا اُس کی وجہ سے صوبے کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ذہنی طور پر مفلوج ہو جائے گا۔ نیز ہندی کو سرکاری زبان قرار دینے والے بل پر جو افسوسناک تقریریں ہوئی ہیں اور اُردو کی جس طرح حق تلفی ہوئی ہے اور حقایق سے چشم پوشی کی گئی ہے، اُس نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہند کے دستور اساسی میں مادری زبان، رسم الخط اور تہذیب کے برقرار رکھنے کا جو حق دیا گیا ہے، وہ خطرے میں ہے۔ ان حالات میں مرکزی انجمن ترقی اُردو کا یہہ اقدام حق بہ جانب ہے کہ اُردو کو صوبے کی سرکاری زبان منوانے کے لئے ہر ممکن جدو جہد کی جائے۔

یہہ جلسہ حامیان اُردو سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس محضر پر جو انجمن حسب دفعہ ۳۴۷ صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہے، لاکھوں کی تعداد میں دستخط کریں وہ اپنے اپنے مقام پر دوسروں کو اس کام پر آمادہ کریں کہ محضر کے فارموں پر دستخط کرانے میں کارکنوں کے ساتھہ ہر ممکن تعاون کریں اور جہاں انجمن کی شاخیں نہ ہوں، وہاں جلد سے جلد شاخیں قایم کریں۔

اس جلسے کی رائے میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں دستخط حاصل کرنا چاہئیں تاکہ ہم یہہ ثابت کرسکیں کہ اس ریاست میں اُردو بولنے والوں کی تعداد بعض دوسرے صوبوں

اور علاقوں کی پوری آبادی سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ توقع ہے کہ یہ مہم ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ ع تک پوری ہو جائے گی۔ اس مقصد کے لئے مرکزی انجمن کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئی ہیں ان پر پورا پورا عمل ضروری ہے۔

اس جلسے کی رائے میں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرانے میں انجمن ترقی اردو (ہند) کی مساعی زیادہ سے زیادہ بار آور ہو سکتی ہیں کیونکہ اسے ملک کے تمام بڑے ادیبوں اور شاعروں کا تعاون حاصل ہے۔ اس لئے یہ جلسہ تمام علمی و ادبی انجمنوں اور حامیان اردو سے اپیل کرتا ہے کہ انجمن سے پورا پورا تعاون کریں اور اس نازک لمحے میں متفق اور متحد ہو کر اس تحریک کو کامیاب بنائیں۔

محرک۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب

تائید۔ مسعود حسن صاحب رضوی

سردار بلونت سنگھ

حیات اللہ صاحب

لکھنو کے اجلاس میں اضلاع کے نمائندے

اس کثیر اجتماع میں حسب ذیل اصحاب کی نمائندگی بحیثیت قابل ذکر ہے:۔

۱ حاجی حامد علی خاں صاحب پرنسپل میاں صاحب جارج اسلامیہ کالج گورکھپور۔
۲ حاجی شفاعت احمد صاحب رکن اعلیٰ انجمن ترقی اردو گورکھپور
۳ حکیم ابوالکلام صدیقی صاحب رکن اعلیٰ انجمن ترقی اردو و صدر جمعیتہ العلماء گورکھپور
۴ عبدالمنان انصاری صاحب رکن انجمن ترقی پسند مصنفین گورکھپور
۵ عبدالحئی خاں صاحب رکن انجمن ترقی اردو گورکھپور
۶ حاجی محمد سمیع صاحب ایم-ایل-سی۔ کانپور
۷ بابو محمد یعقوب صاحب۔ ایم-ایل-اے کانپور
۸ عزیز الحق صاحب دہلوی۔ کانپور
۹ چودھری محمد امین صاحب کانپور
۱۰ شیخ عرفان احمد صاحب۔ کانپور
۱۱ خواجہ عبدالسلام۔ اڈیٹر صداقت کانپور
۱۲ حاجی ابو محمد ثاقب صاحب کانپور
۱۳ ڈاکٹر سید نواب حسن صاحب کرائسٹ چرچ کالج کانپور
۱۴ مصطفیٰ حسین صاحب نیر ایڈووکیٹ جنرل سکریٹر مجلس تحفظ اردو کانپور
۱۵ محمد عثمان صاحب ہاشمی رکن اخبار "اردو" کانپور
۱۶ محمد وحید صاحب جنرل سکریٹری انجمن وطن کانپور
۱۷ قاضی مختار احمد صاحب صدر جمعیتہ العلما کانپور
۱۸ حکیم حاجی برکت اللہ صاحب کانپور
۱۹ سید محمد علی صاحب کانپور
۲۰ حمید احمد صاحب کانپور
۲۱ صابرہ سلطانہ بیگم کانپور
۲۲ حاجی منت اللہ صاحب سرپرست مدرسۃ الاسلام کالپہ ٹاؤن ضلع اعظم گڈھ
۲۳ حکیم سید عبدالحمید صاحب کلام۔ نوس صدر انجمن ترقی اردو خورجہ ضلع بلند شہر
۲۴ قمر تنویر صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو خورجہ۔ بلند شہر
۲۵ عبدالرشید صاحب بی۔اے۔ جنرل سکریٹری باونی پنچائت بنارس
۲۶ ظفر الاسلام صاحب بی۔اے۔ جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو بنارس
۲۷ افضل صاحب مسلمی رکن انجمن ترقی اردو بنارس

۲۸ ماسٹر شیو ناتھ پرشاد صاحب۔ لکچرار اردو ڈی۔اے۔وی کالج بنارس
۲۹ مولانا حفظ الرحمن صاحب ایم۔ایل۔اے ممبر پارلیمنٹ دہلی
۳۰ محمد میاں صاحب ناظم جمعیتہ العلماء ہند دہلی
۳۱ مفتی عتیق الرحمن عثمانی صاحب ندوۃ المصنفین دہلی
۳۲ نسیم صاحب ادیب بی۔اے۔ رکن اعلیٰ انجمن ترقی اردو بھوروا ضلع بلیا
۳۳ سید ابو البیان صاحب جوائنٹ سکریٹری انجمن ترقی شمش آباد ضلع فرخ آباد
۳۴ نسیم احمد صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی شمش آباد ضلع فرخ آباد
۳۵ غلام محی الدین خاں صاحب ایڈیٹر مونس نائب صدر انجمن ترقی اردو اٹاوہ
۳۶ نثار صاحب ایم۔اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج اٹاوہ
۳۷ عبد الشاہد خاں صاحب شیروانی ایڈیٹر "جمہور" علی گڈھ
۳۸ سید محمد ٹونکی صاحب صدر یونین مسلم یونیورسٹی اسکول علی گڈھ
۳۹ عنایت آفتاب صاحب نائب صدر مسلم یونیورسٹی یونین علی گڈھ
۴۰ عبد اللطیف نعمانی صاحب صدر جمعیتہ العلماء مئو ضلع اعظم گڈھ
۴۱ احمد اللہ قاسمی صاحب مئو ضلع اعظم گڈھ
۴۲ سید جمیل احمد صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو گوپامئو ضلع ہردوئی
۴۳ حکیم سید جلیل احمد صاحب رکن انجمن ترقی اردو گوپامئو ضلع ہردوئی
۴۴ عبد الصمد صاحب جنرل سکریٹری جمعیتہ العلماء ضلع ہردوئی
۴۵ مفتی فخر الاسلام صاحب ایم۔ایل۔اے الہ آباد
۴۶ مسیح الزماں صاحب الہ آباد
۴۷ مشکور الدین احمد صاحب صدر انجمن ترقی اردو مظفر نگر
۴۸ عبد الستار صاحب مظفر نگر
۴۹ محمد ایاز بیگ صاحب ایمن چغتائی جوائنٹ سکریٹری انجمن ترقی اردو نان پارہ
۵۰ سید حبیب الملک صاحب صدر انجمن ترقی اردو ملیح آباد ضلع لکھنؤ
۵۱ ظہور الحسن علوی صاحب رکن انجمن ترقی اردو ملیح آباد
۵۲ محمد انتظار الحق صاحب دلبر عثمانی ایم۔اے صدر انجمن ترقی اردو امروہہ ضلع مرادآباد
۵۳ اعتصام الدین فاروقی صاحب رکن انجمن بقائے ادب مرادآباد
۵۴ وامق صاحب جونپوری جون پور
۵۵ حکیم مختار احمد صاحب اصلاحی ناظم مدرسہ فاروقیہ صبرحد ضلع جون پور
۵۶ شبیر علی خاں صاحب شکیب ایڈووکیٹ جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو رامپور
۵۷ ظفر حسن خاں صاحب رامپور
۵۸ محمد محسن قریشی صاحب اسلامیہ کالج بریلی
۵۹ حکیم محمد مسیح الزماں ندوی صاحب سلون ضلع رائے بریلی
۶۰ منظور صاحب پرتاب گڈھ
۶۱ بادشاہ حسین صدیقی صاحب بیرسٹر ایٹ لا بارہ بنکی
۶۲ محمد ادریس صاحب مگہر ضلع بستی
۶۳ جوش ملیح آبادی صاحب ایڈیٹر "آجکل" دہلی
۶۴ غلام احمد صاحب فرقت عربک کالج دہلی
۶۵ ڈاکٹر قاضی علی رضا صاحب کان پور
۶۶ شہاب الدین فریدی صاحب کان پور
۶۷ نشتر صاحب سندیلوی سندیلہ
۶۸ مطلوب احمد صاحب رند سکریٹری انجمن ترقی اردو فیض آباد
۶۹ ظہور النبی صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی سہارن پور
۷۰ عبد الغنی انصاری صاحب ایم۔ایل۔اے

علاقائی زبان

علاقائی زبان کی تحریک کے متعلق مرکزی انجمن کی مجلس عاملہ نے بعض اہم امور پر غور کر کے آئندہ اس تحریک کو پوری تنظیم کے ساتھ چلانے کے لئے حسب ذیل قرار داد منظور کی ہے۔

انجمن کے قواعد کی دفعہ ۲(ھ) کے تحت مجلس عاملہ حسب ذیل عارضی کمیٹی اس غرض سے مقرر کرتی ہے کہ

(الف) وہ تمام صوبے میں علاقائی زبان کی تحریک کے سلسلے میں دستخط جمع کرنے کا کام کرے اور جہاں جہاں ممکن ہو دوسری جماعتوں کا تعاون بھی حاصل کرے

(ب) یہ کمیٹی مجلس عاملہ کو اپنی تمام کارروائیوں کی پندرہ روزہ رپورٹ بھیجتی رہے گی اور مجلس عاملہ کی نگرانی میں اپنا کام کرے گی۔

(ج) جن فارموں کی تکمیل ہوتی جائے گی وہ مرکزی انجمن کو وقتاً فوقتاً بھیجے جائینگے۔

(د) اس کمیٹی کو حسب ضرورت دوسرے اصحاب کو بھی اپنی رکنیت میں شریک کرنے کا اختیار ہوگا

عارضی کمیٹی کے اراکین حسب ذیل ہیں

پنڈت کشن پرشاد کول۔ مولانا نیاز فتح پوری۔ نواب جعفر علی خاں اثر۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی۔ آل احمد سرور۔ احتشام حسین رضوی۔ محمد حسن خاں عرشی۔ شجاعت علی سندیلوی۔ سلطانہ حیات اللہ۔ پنڈت میلا رام وفا۔ کرشن سہائے وحشی سنکاری صدر مجلس تحفظ اردو کانپور گنگادھر ناتھ فرحت صدر انجمن ترقی اردو کانپور۔ حاجی محمد سمیع ایم۔ ایل۔ سی کانپور محمد احمد رضوی پرنسپل، حلیم کالج کانپور۔ مصطفی حسین نیس۔ سکریٹری مجلس تحفظ اردو کانپور۔ حاجی حامد علی خاں پرنسپل اسلامیہ کالج گورکھپور۔ مجنوں گورکھپوری۔ حکیم ابوالکلام صدیقی صدر جمعیت علماء گورکھپور۔ شاہ معین الدین ندوی۔ ایڈیٹر معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ کپتان ضامن علی الہ آباد۔ ڈاکٹر اعجاز حسین الہ آباد، فراق گورکھپوری۔ مہتو عبدالرحمن صدر ادبی پنچایت بنارس۔ ظفرالاسلام بی اے سکریٹری انجمن ترقی اردو بنارس۔ اسلم سیفی میرٹھ ڈاکٹر ایل۔ ایچ زبیری میرٹھ۔ لطیف الدین احمد آگرہ۔ میکش اکبر آبادی آگرہ۔ قاضی محمد عدیل عباسی بستی۔ ڈاکٹر عبدالعلیم علی گڑھ۔ قاضی محمد عبدالغفار جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند) حیات اللہ انصاری کنوینر۔

لکھنؤ کے اجلاس میں دستخطوں کے لینے کے متعلق جو اصول منظور کئے گئے تھے ان کی پابندی مندرجہ بالا کمیٹی اور انجمن کی تمام شاخوں اور دوسرے کام کرنے والے ہمدردوں پر لازمی ہوگی۔

لکھنؤ کے اجلاس میں تمام اضلاع کے کارکنوں کے مشورے سے دستخطوں کے فارموں کی تکمیل اور دوسرے امور کے متعلق جو فیصلے کئے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) جو لوگ پڑھے لکھے نہ ہوں ان کا نشانی انگوٹھا لیا جائے۔

(۲) نابالغوں کے دستخط یا نشان انگوٹھا نہ لیا جائے۔

(۳) دو فارموں پر دستخط کرائے جائیں تاکہ ایک فارم صدر دفتر میں محفوظ رہے۔

(۴) اضلاع کی شاخیں دستخط کرانے کی مہم میں اپنا اپنا خرچ خود برداشت کریں۔

محمد عبد الغفار
جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند علی گڈھ

پٹنہ

شہباز حسین صاحب جنرل سکریٹری حلقہ ادب بہار نے حسب ذیل بیان شائع کیا ہے۔

بہار ریاستی انجمن ترقی اردو نے بہار میں علاقائی زبان کی تحریک شروع کی ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ انجمن مذکور کو صوبے کے لاکھوں اردودانوں کے دستخط جمع کرکے دستور ہند کے دفعہ ۳۴۷ کے مطابق صدر جمہوریہ ہند سے مطالبہ کرے گی کہ وہ اردو کو ریاست کی علاقائی زبان قرار دیں۔

میں حلقہ ادب بہار کی تمام شاخوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کام میں انجمن مذکور کا ہاتھ بٹائیں اور اس سے پورا پورا تعاون کریں کیونکہ اس وقت اردو جس تاریک دور سے گذر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں، لہذا اردو کی تحفظ اور بقا کے لئے ضروری ہے کہ ایک متحدہ قدم اٹھایا جائے۔

مجھے پوری امید ہے کہ ہماری شاخ کے عہدداران اور ممبران اس کام میں کسی طرح پیچھے نہیں رہیں گے اور انجمن کی حتی الوسع امداد کریں گے ساتھ ہی میں ریاستی انجمن ترقی اردو کے اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ ہم سے ہر طرح کے اشتراک اور اعانت کی توقع رکھیں ہماری پوری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

دستخطوں کی مہم کامیاب بنائیے

اردو ہی ریاست بہار کی سرکاری زبان بن سکتی ہے اس غرض سے انجمن ترقی اردو لاکھوں اردودانوں کے دستخط حاصل کر رہی ہے خود دستخط کیجئے اور دوسروں کے دستخط حاصل کیجئے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو انجمن ترقی اردو (ہند) نے اس غرض سے جو فارم جاری کئے ہیں ان پر دستخط کردیجئے اور اپنے دوستوں اور پڑوسیوں سے بھی اردو میں دستخط کرادیجئے یا انگوٹھے کا نشان لگرادیجئے۔

جمہوریہ ہندوستان کے دستور کی دفعہ ۳۴۷ کی رو سے اگر ہم اردو والے صدر جمہوریہ کی خدمت میں اس بات کا ثبوت پیش کردیں کہ ریاست بہار میں ہماری تعداد کافی ہے۔ تو صدر اردو کو اس ریاست کی علاقائی زبان یعنی ہندی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی سرکاری زبان قرار دے دینگے۔

انجمن ترقی اردو [ہند] نے یہ تحریک چلائی ہے کہ اردو والوں کے بیس لاکھ دستخط حاصل کرکے صدر جمہوریہ کی خدمت میں ثبوت پیش کردیا جائے کہ ریاست بہار میں اردو بولنے والوں کی تعداد کافی ہے اور اسی غرض سے انجمن ترقی اردو [ہند] نے فارم جاری کئے ہیں۔ انجمن کی تمام شاخیں اور اس سے اشتراک عمل کرنے والی تمام انجمنیں اس کام میں مصروف ہیں۔ اگر آپ کو اردو سے محبت ہے تو اس کام میں انجمن کا ہاتھ بٹائیے۔

ہر بالغ کو ان فارموں پر دستخط کرنا یا انگوٹھے کا نشان بنانا چاہئے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت انجمن کو اس تحریک کا مرکز بنانے کی ضرورت ہے ورنہ اپنی طاقت میں انتشار ہوگا۔ جس سے ناکامی کا اندیشہ ہے۔

(غلام سرور جنرل سکریٹری بہار ریاستی انجمن ترقی اردو انجمن اسلامیہ ہال پٹنہ ۴)

آواز خلق

گذشتہ تین سال میں اس ریاست کے طول و عرض میں اردو کے خلاف سرکاری اور غیر سرکاری طریقوں سے جو عمل ہوتا رہا ہے اس کی بہت کچھ تفصیلات اخباروں میں شائع ہوتی رہی ہیں اتر پردیش کی اسمبلی میں لینگویج ایکٹ کے منظور ہونے کے بعد اب اردو کی بقا اور ترقی کے تمام راستے بند ہو گئے ہیں۔ سوائے ایک کے۔ اس کی نشان دہی مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) نے کی ہے اور وہ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کا دروازہ ہے۔ اس دفعہ کے تحت ہمیں حق حاصل ہے کہ صدر جمہوریہ سے استدعا کریں کہ وہ اردو کو اس ریاست کی علاقائی زبان

تسلیم کرلیں۔ اس کے لئے ہمیں بطور سند دس پانچ لاکھ دستخط حاصل کرنے ہوں گے۔ وہ کام اب مرکزی انجمن اپنی شاخوں کے ذریعہ سے شروع کر رہی ہے۔

ہم مختلف اضلاع کے نمائندے، ادیب اور شعراء اور اردو کے ہمدرد جن کی مادری زبان اردو ہے اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس دستوری اقدام کو پوری کوشش کے ساتھ کامیاب بنائیں گے اور تمام صوبہ کے ان اصحاب سے (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس فیصلہ کن مہم میں مرکزی انجمن کا پورا پورا ساتھ دیں اور ایک ایسی زبان کی جو ہمارے ملک میں ایک مشترکہ کلچر کا نشان ہے۔ ہر طرح حفاظت کریں۔ ہم ملک میں کوئی شورش پیدا نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم سنجیدگی کے ساتھ اور پوری طرح پر امن رہ کر دستوری طریقوں سے اس حق کو ضرور طلب کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہمارے ملک کے دستور نے ہمیں دیا ہے۔

بانسی ضلع بستی

۱۔ محمد سلیمان اعظمی وکیل ایم۔ ایل۔ اے
۲۔ عبدالرشید خاں وکیل
۳۔ عبدالمجید خاں مختار
۴۔ محمد کامل مدرس اردو فارسی
۵۔ سید عبدالمنان معلم اردو فارسی
۶۔ محمد عبدالرؤف مختار
۷۔ محمد فخرالاسلام خان مختار
۸۔ سید بندہ حسن رضوی ایڈوکیٹ
۹۔ حکیم عبدالحق

قصبہ سیانہ ضلع بلند شہر

۱۔ چودھری انشاءاللہ خاں صاحب انشاء
۲۔ چودھری عبدالعزیز خاں زمیندار
۳۔ محمد اسحاق صاحب کرانہ مرچنٹ
۴۔ چودھری عبدالمجید خاں صاحب زمیندار
۵۔ لالہ وید پرکاش صاحب سوداگر پارچہ
۶۔ منشی منظور احمد خاں صاحب منظر ممبر بزم ادب
۷۔ فیض اللہ خاں صاحب پوسٹ مین
۸۔ حاجی اللہ دیا خاں صاحب زمیندار وسوداگر چوڑیاں
۹۔ منشی عباس علی صاحب ساقی
۱۰۔ چودھری خورشید علی صاحب زمیندار
۱۱۔ منشی رام چندر صاحب سوداگر
۱۲۔ لالہ چمنی لال کرانہ مرچنٹ
۱۳۔ لالہ کاشی پرکاش کرانہ مرچنٹ
۱۴۔ لالہ رادھے لعل سوداگر
۱۵۔ چودھری عطر سنگھ صاحب تیاگی زمیندار
۱۶۔ خان بہادر مرزا احمد بیگ سرکل انسپکٹر پولیس
۱۷۔ ایم عبدالغنی صاحب
۱۸۔ منشی احمد علی خان صاحب سب انسپکٹر
۱۹۔ منشی محمد اشرف مدرس مدرسہ تجوید القرآن
۲۰۔ حافظ عبدالرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن
۲۱۔ چودھری ارشاد حسین خاں صاحب زمیندار
۲۲۔ قاضی مولوی حکیم سید محمد ظفر ہاشمی زمیندار صدر جمعیۃ العلماء

سہسپور ضلع بجنور

۱۔ مولوی حافظ حکیم نذیر احمد، حافظ
۲۔ حافظ مولوی حکیم جمیل الرحمن، جمیل
۳۔ مولوی عبدالوحید، وحید
۴۔ مولوی حافظ اشفاق حسین، گلشن
۵۔ منشی مرتضی علی ہیڈماسٹر مدرس، عاشق
۶۔ محمد ابراہیم، لائق
۷۔ منشی عبدالسلام، سلام
۸۔ حشمت علی، دلیر
۹۔ حبیب الرحمن، خیال
۱۰۔ محمد اختر، جوہر
۱۱۔ حافظ منشی ارتضی علی، صابر
۱۲۔ منشی سخاوت حسین ہیڈمدرس، دلگیر
۱۳۔ منشی یعقوب علی، زاہد
۱۴۔ حکیم ساجد علی، حافظ

۱۶- مسٹر بھگوتی پرشاد	' ابر
۱۶- انیس احمد	' اختر
۱۷- محبوب احمد	' ندیم
۱۸- حکیم عبد الحق	' جاذب
۱۹- منشی شفیق احمد ہیڈ مدرس	' شفیق
۲۰- منشی ظہور علی ہیڈ مدرس	' ادیب
۲۱- منشی عبد الغفور	' احق
۲۲- منشی رمضان علی	' بسمل
۲۳- منشی عبدالوھاب	' ثاقب
۲۴- ماسٹر محمد محسن	' سجاد
۲۵- منشی انیس احمد	' انیس
۲۶- منشی عبد الحمید	' چندہ
۲۷- منشی ضیاء الحق	' ضیاء
۲۸- محمد عثمان خاں	' شاد
۲۹- منشی محمد شفیق احمد	' احمد
۳۰- قاضی وراثق علی	' قاصر
۳۱- حکیم سید خلیل احمد	
۳۲- مولوی حامد حسین	

مبارک پور ضلع اعظم گڈھ

۱- بشیر احمد
۲- فقیر اللہ انصاری اسعد
۳- عبدالباری قاسمی
۴- شمس الدین الحسینی
۵- داؤد اکبر مدرس مدرسہ احیاء العلوم
۶- عبد الستار قاسمی جنرل سکریٹری
کانگریس کمیٹی
۷- عبد الرشید ممبر ٹاون ایریا
۸- محمد انصاری
۹- محمد یسین مدرسہ احیاء العلوم
۱۰- عبد السمیع

اولڈن ضلع میرٹھ

۱- عزیز عالم
۲- سلیم الدین جنرل سکریٹری ینگ پیپلس کلب
۳- سید نور احمد ریٹارڈ سب انسپکٹر ویردوان
۴- ابو الحسن

۵- عبدالتواب جنرل سکریٹری گرام کانگرس
کمیٹی
۶- منظور احمد سب پوسٹ ماسٹر
۷- مشکور عمر نائب صدر ینگ پیوپلز کلب
۸- ظہیر عباس
۹- اسد علی بیگ
۱۰- عبد الحمید ہیڈ مولوی مسلم یونیورسٹی
اسکول علی گڈھ
۱۱- مرزا سعید نمبردار پنچ
۱۲- سید اسرار احمد قاضی پیوپلز کلب
۱۳- عبدالشکور محلہ بنی کریم ھاپوڑ

قصبہ رسیان خانپور ضلع پیپلی بھیت

۱- کپتان محمد تصور خان آفریدی بہادر
۲- ابو الحسن
۳- محمد عزت اللہ چشتی وی-ٹی-سی
۴- محمد صابر خان آفریدی بی-اے ایل ایل-بی (وکیل)
۵- پھو لال ترپاٹھی وی-ٹی-سی
۶- عبدالستار چشتی وی-ٹی-سی
۷- محمد عبداللہ وی-ٹی-سی
۸- ھادی یار خاں رکن انجمن ترقی اردو
۹- رحیم داد خان رکن انجمن ترقی اردو
۱۰- حکیم نورمحی الدین عباسی ڈی-آئی-ایم-ایس
۱۱- قاسم علی قادری جوائنٹ سکریٹری انجمن
ترقی اردو
۱۲- حافظ حامد حسین چشتی نائب صدر انجمن
ترقی اردو
۱۳- دفیدار فیاض حسین
۱۴- اشتیاق حسین چشتی
۱۵- محمد واحد خان حوالدار میجر پنشر
۱۶- محمد یوسف خان آفریدی انگلش ٹیچر جونیر
ھائی اسکول رسیان
۱۷- محمد خلیل خاں
۱۸- عبدالصمد قریشی کپاونڈر
۱۹- شمس الدین رکن انجمن ترقی اردو
۲۰- محمد حمیداللہ خاں جمعدار پنشر ملٹری

مشہور ادیب راجندر سنگھ بیدی کا پیام

مرکزی اور صوبائی حکومتیں جس طریقے سے اردو زبان کا گلا گھونٹ رہی ہیں اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ آج کون ہے جو اس زبان کے ادب اور اس کی روایات سے انکار کر سکتا ہے وہ ساتھی جو ادب کی افزائش کے سلسلے میں ہندی رسم خط استعمال کرتے ہیں اس کی اہمیت سے منکر نہیں ہیں۔ وہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ اردو کو بطور ایک زبان کے زندہ رہنا چاہیئے۔

میں اس بات کی پرزور سفارش کرتا ہوں کہ اردو زبان اور اس کے رسم خط کو اس علاقے میں جہاں کی اکثریت اسے بولتی اور استعمال کرتی ہے سرکاری طور پر تسلیم کیا جانا چاہیئے تاکہ وہاں کے لوگ اپنے آپ کو سیاسی، معاشی اور ثقافتی طور پر زندہ رکھ سکیں۔

مسلم یونیورسٹی کے طلبا کا پیام

حسب ذیل پیام عنایت آفتاب صاحب نایب صدر مسلم یونیورسٹی یونین نے لکھنؤ کے جلسہ میں پیش کیا:۔

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے طالب علموں کی یونین انجمن ترقی اردو کے اس کنونشن کو اپنا سلام بھیجتی ہے اور علاقائی زبان کی مہم میں اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتی ہے۔ اردو زبان کے بقا اور تحفظ کا مسئلہ اس وقت کسی ایک فرد، کسی ایک فرقہ یا جماعت کا مسئلہ نہیں ہے یہہ پورے ملک کے کلچر اور اس کی عظیم روایات کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اس زبان کی اہمیت کو کم کرنے والے غالباً یہہ نہیں سوچتے کہ وہ کسی دوسرے کا نقصان نہیں کر رہے ہیں بلکہ خود اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار رہے ہیں اردو زبان ہی ایک ایسی زبان ہے جس کی تاریخ اپنے اندر امن و اتحاد، صلح و آشتی اور ایک مشترکہ تمدن کے عناصر رکھتی ہے اور ایک جمہوری حکومت اگر اسے نظر انداز کرتی ہے تو اس کے معنی یہہ ہیں کہ وہ ملک میں "غیر جمہوری عناصر" کی شعوری یا غیر شعوری طور پر مدد کر رہی ہے۔ ہم اردو کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں لیکن اس کا یہہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم ہندی یا کسی دوسری زبان کے دشمن ہیں ہم ہندی زبان کی عظمت اور اس کے اعلی ادب کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہندی کیا ہندوستان کی دوسری زبانوں مثلاً بنگالی، گجراتی، تیلگو، پنجابی وغیرہ کی حفاظت بھی ہم اتنی ہی ضروری سمجھتے ہیں جتنی اردو کی اور ہمارا خیال ہے کہ ایک جمہوری حکومت صحیح معنوں میں اسی وقت جمہوری حکومت کہلانے کی مستحق ہے جب وہ ہر زبان کو اس کے اپنے علاقے میں پھولنے پھلنے کا موقع دے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس وقت انجمن ترقی اردو جیسے ادارے کے ہاتھہ میں علاقائی زبان کی تحریک ہے جو اس وقت سب سے ذمہ دار ادارہ ہے اور جو ہمارے اس حق کو قانون کے دائرے میں رہ کر حکومت سے منوانا چاہتا ہے۔ مرکزی حکومت نے دفعہ ۳۴۷ کی رو سے ہمیں اردو کو علاقائی زبان کی حیثیت سے باقی رکھنے کا جو حق دیا ہے ہم صرف اسی حق کی عملی صورت کے خواہاں ہیں اور یہہ حق مانگ کر ہم حکومت کو اس کے اعلی منصوبوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں

ہم طلباء مسلم یونیورسٹی انجمن ترقی اردو کی اس مہم میں پورے طور پر ساتھہ ہیں اور ۲۰ لاکھہ دستخط اکٹھا کرنے کا جو پروگرام ہے اس میں ہم ہر طرح سے ہاتھہ بٹائیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ یہہ کنونشن اردو کے حامیوں کے دلوں میں جد و جہد کا ولولہ پیدا کرے اور اپنی زبان سے ایسی محبت کرنا سکھائے جس کی مدد سے ایک مشترکہ کلچر کی بنیاد استوار ہو سکے۔

ہم پھر ایک بار آپ کو اپنے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

بہ اہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹرس کپنی میں چھپا اور قاضی عبد الغفار صاحب پبلیشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ سے شائع کیا۔